اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۲۵۸

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲؎

نمبر ۱۶ | مورخہ ۶ر اگست ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

شملہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں ؞

۵۔ اگست۔ مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین صاحب علاقہ پٹھان کوٹ میں اور مولوی ظفر محمد صاحب مولوی فاضل ملتان میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ؞

۳۔ اور ۴۔ اگست کی درمیانی شب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوب زور سے بارش ہوئی ؞

مسئلہ کشمیر کے متعلق ہندو پبلک اور ہندو پریس کا افسوسناک رویہ

معاملاتِ کشمیر کو ہندو مسلم اختلاف سے کوئی تعلق نہیں

سکرٹری صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی حسب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں:۔

شملہ ۳ر اگست۔ مسئلہ کشمیر کے متعلق ہندو پبلک اور پریس کے موجودہ رویہ سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ مسلم ایجی ٹیشن کو براہ راست ہندوؤں کے خلاف مہم تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ برطانوی ہند میں ہندو مسلمانوں کے اختلافات خواہ کس قدر ہی وسیع کیوں نہ ہوں۔ مگر کشمیر کے حالات سے چونکہ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ہندو پریس اور پبلک سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ معقولیت اور انصاف سے کام لے۔ اور خواہ مخواہ مسئلہ کشمیر کو فرقہ وارانہ منافرت کا رنگ دے کر مسلمانوں کی نامعقول طور پر مخالفت نہ کرے۔ مجھے ان اخبارات پر سخت تعجب آتا ہے۔ جو دن رات آزادی کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ مگر جب وہ کشمیر کے معاملات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ تو کشمیری مسلمانوں کے اپنے جائز حقوق کے متعلق تمام مطالبات کو فساد انگیزی بلکہ بغاوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے۔ تو پھر کس طرح کشمیری اس سے محروم رکھے جا سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ ہندو پریس آئندہ منصفانہ روش اختیار کرے گا۔ اور برٹش انڈیا و انڈین انڈیا کے لئے متضاد پالیسی اختیار نہیں کرے گا۔ بلکہ صورتِ حالات کو خراب کرنے کی بجائے عدل و انصاف سے کام لے کر اس میں اصلاح کی کوشش کرے گا ؞

تبلیغی رپورٹ

لنڈن میں تبلیغِ اسلام

الحمد للہ کہ ہر اتوار کو مسجد میں اچھی رونق ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب شیخ نور محمد صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تشریف لائے۔ اور ہمارے طریقِ کار کو دیکھ کر نہایت محظوظ ہوئے۔ خصوصاً جبکہ بعض نومسلموں نے اپنا آموختہ مجلس میں بلند آواز سے سُنایا۔ تو اس سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔

درس قرآنِ مجید جو ہر اتوار کو مسلسل دیا جا رہا ہے۔ وُہ سورۂ آل عمران کے رکوع پندرہ تک پہنچ چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ ریویو انگریزی بابت مارچ و اپریل ۱۹۰۳ء میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وُہ مضمون سنایا جا رہا ہے جس میں یہ تحریر ہے کہ تبدیلِ مذہب کے لئے کن اصول پر غور کرنا ضروری ہے۔ انفرادی سبق بھی احباب کو دیئے جاتے ہیں۔ کئی لوگوں سے مل کر انہیں تبلیغ کی گئی۔

گزشتہ جمعہ کے روز ہمارے ایک دوست ملک سویڈن کے ایک گریجوایٹ کو جو اس ملک میں بغرض تفریح آئے ہوئے ہیں۔ لے آئے۔ ان کو بعض اسلامی مسائل سمجھائے گئے۔ ایک خاتون جو علاقہ Devonshire کی رہنے والی ہے۔ آئی۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ میں نے عیسائیت سے متنفر ہو کر ایک قدیم مصری مذہب اختیار کیا تھا۔ اب اس سے بیزار ہوں۔ اور اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔ اس کو سمجھایا گیا۔ کہ اسلام میں داخل ہونے کا طریق کیا ہے۔ اور اس کے کیا معنے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اور "تحفہ ویلز" اور "اسلامی اصول کی فلاسفی" مطالعہ کے لئے دی گئی۔

احباب کو شائد یاد ہو گا۔ کہ خاکسار روٹری Rotary کا ممبر ہے۔ اس میں تمام کلب کے ممبروں کو ہر ہفتہ لنچ کے وقت جمع ہو کر کھانا کھانا ہوتا ہے۔ اور کھانے کے بعد اکثر اوقات کسی نہ کسی شخص کی تقریر ہوتی ہے۔ دیر سے مجھ سے تقاضا کیا جا رہا تھا۔ کہ میں بھی تقریر کروں۔ آخر میں نے منظور کر لیا۔ اور تقریر کا عنوان اسلام رکھا۔ الحمد للہ تقریر خیر و خوبی سے ہوئی۔ جس میں توحید، اسلامی عبادات۔ عورت کی پوزیشن۔ جہاد وغیرہ مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ اور یہ بتلایا گیا۔ کہ حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا پوزیشن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ذکر کیا گیا۔ اور بتایا۔ کہ ہمارے نزدیک اسلامی تعلیم کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اور بعد میں ہجرت کر گئے۔ اور کشمیر میں مدفون ہوئے۔

اسی قسم کا مضمون چند روز ہوئے ہیں۔ میں نے Southend on Sea کی روٹری کلب میں سنایا۔ اس طرح سے اسلام کی تعلیم کئی درجن چیدہ لوگوں کے گوش گزار کرنے کی توفیق اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی۔

ہمارے ایک نومسلم دوست مسٹر ناصر بابلیلے کے ہاں ۲۰۔ جون کو لڑکا پیدا ہوا۔ یہ تیسرا بچہ ہے۔ جو احمدیت کی حالت میں انگریزی قوم کے والدین کے ہاں متولد ہوا ہے۔

اواخر جون میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے تین کس داخلِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ جن میں سے ایک کپتان اندرسن۔ دوسری ان کی بیوی اور تیسری ایک لڑکی ہے۔ اس لڑکی کی یہ خصوصیت بتائی جاتی ہے۔ کہ اس کو بچپن سے ہی عیسائیت کے عقائد سے نفرت تھی۔ اور اتوار کو گرجے جانا بالکل پسند نہیں کرتی تھی۔ مگر جب سے مسجد آنے لگی ہے۔ یہاں آنے سے بہت خوش ہوتی تھی۔ اور ہر اتوار کو آنے کے لئے تقاضا کرتی تھی اس کی دو بہنیں ہیں۔ وُہ بھی تبدیلی مذہب کے متعلق غور کر رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو بھی ہدایت بخشے۔ آمین۔

احباب سے درخواست ہے۔ کہ لنڈن مشن کی کامیابی کے لئے۔ یہاں کے کارکنوں اور نومسلم احباب کی استقامت اور ترقی کے لئے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ امام مسجد لنڈن۔ ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء

کوٹ باجوہ (تحصیل نارووال) میں احمدیہ جلسہ

رحمت خان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کوٹ باجوہ تحصیل نارووال۔ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں:۔

چندر کے منگولے۔ پوہلہ۔ میانوالی۔ خانانوالی اور کوٹ باجوہ کے احمدیوں کا منعقدہ جلسہ ۱۱۔ تا ۱۳۔ جولائی چوہدری نصر اللہ خان صاحب احمدی نمبردار کوٹ باجوہ کے باغ میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا چوہدری محمد حسین صاحب احمدی رئیس تلونڈی عنایت خاں نے افتتاحی تقریر کی۔ اور مختصر الفاظ میں بتایا۔ کہ قرآن مجید کے معیاروں پر ماموریں کے دعوے کو پرکھا جا سکتا ہے۔ جو مدعی ان معیاروں پر پورا اُترے۔ وُہ سچا ہے۔ اس کے بعد چوہدری خوشی محمد صاحب سٹوڈنٹ زراعتی کالج لائل پور نے ضرورتِ زمانہ پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تمام دعاوی میں سچے ہیں۔ اس کے بعد ماسٹر محمد علی خاں صاحب اشرف انگلش ماسٹر مڈل سکول گھٹیالیاں نے اس موضوع پر تقریر کی۔ کہ میں نے احمدیت کو کیوں قبول کیا۔ بعد ازاں مولوی ظہور حسین صاحب نے دو گھنٹہ تک ذات باری تعالیٰ کے موضوع پر نہایت پُر اثر تقریر کی۔

دوسرے دن چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ حلقہ داتا زید کا کی زیر صدارت کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ صاحب صدر کی تقریر کے بعد جناب نذیر احمد صاحب برق نے ڈیڑھ گھنٹہ تک فضائل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریر کی۔ اس کے بعد چوہدری فیض احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وُہ مضمون پڑھ کر سنایا۔ جو زمیندارہ کانفرنس لائل پور میں پڑھا گیا تھا۔ پھر سید نذیر حسین صاحب آنریری مبلغ حلقہ گھٹیالیاں نے وفاتِ مسیح اور صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر نہایت عمدہ طریق سے روشنی ڈالی۔ بعدہٗ صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

مہاراجہ صاحب کشمیر کو مسلمان لیڈروں کے ایک وفد کے متعلق تار

مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی شملہ سے حسب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں:۔

شملہ ۴ر اگست۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کو حسب ذیل تار بھیجا گیا ہے۔ براہ مہربانی نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب۔ نواب ابراہیم خان صاحب آف کنجپورہ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب۔ خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی پر مشتمل مسلمانوں کے ایک وفد کو اجازت دیں۔ کہ وُہ کشمیر کی موجودہ صورتِ حالات کے سلسلہ میں اگلے ہفتہ کی کسی تاریخ کو یور ہائینس کی خدمت میں حاضر ہو۔

۱۴ر اگست کے "کشمیر ڈے" کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فرض ہے

کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو جبر و تشدد سے بچانے اور جائز حقوق دلانے کے لئے ۱۴ر اگست کو تمام ہندوستان میں جلسے کرنے اور جلوس نکالنے کی جو تحریک آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کی ہے۔ اسے کامیاب بنانا ہر مسلمان کا فرض ہے معزز اور با اثر مسلمان ابھی سے اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ اور تمام مسلمان اس دن جلسہ اور جلوس میں ضرور شامل ہوں۔ اس کے متعلق مفصل پروگرام اسی پرچہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی ایک ایک شق پر پوری احتیاط اور کوشش سے عمل کیا جائے۔

ہر مقام کے احمدی احباب کو پوری سرگرمی اور تندہی سے "کشمیر ڈے" کو کامیاب بنانے میں مصروف ہو جانا چاہئے۔ اور ہر خیال و ہر عقیدہ کے مسلمانوں کو اس میں شامل کرنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

"کشمیر ڈے" کا پروگرام

۱۴ اگست "کشمیر ڈے" پورے اہتمام کے ساتھ منایا جائے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

تمام احباب نے پڑھ لیا ہوگا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ۱۴ اگست کو ایک کشمیر ڈے منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں اسی سلسلہ میں تمام مسلمان انجمنوں۔ سوسائیٹیوں۔ لیڈروں اور ہر قسم کے با اثر لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ۱۴ اگست کو یاد رکھیں۔ اور آج ہی سے مسلمانوں میں اس کے متعلق احساس پیدا کرنے کی کوشش کریں

مسلمانانِ کشمیر پر مظالم

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اُن کے ۳۰ لاکھ بھائی بے زبان جانوروں کی طرح قسم قسم کے ظلموں کا تختۂ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ جن زمینوں پر وہ ہزاروں سال سے قابض تھے۔ ان کو ریاست کشمیر اپنی ملکیت قرار دے کر ناقابل برداشت مالیہ وصول کر رہی ہے درخت کاٹنے۔ مکان بنانے۔ بغیر اجازت زمین فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص کشمیر میں مسلمان ہو جائے۔ تو اُس کی جائداد ضبط کی جاتی ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے۔ اہل و عیال بھی اُس سے زبردستی چھین کر الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں۔ انجمن بنانے کی اجازت نہیں۔ اخبار نکالنے کی اجازت نہیں۔ غرض اپنی اصلاح اور ظلموں پر شکایت کرنے کے سامان بھی ان سے چھین لئے گئے ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کی حالت اس شعر کی مصداق ہے:۔ ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

جب اس صورتِ حالات کے خلاف جموں کے مسلمانوں نے ادب و احترام سے نہ کہ شرارت و شوخی سے مہاراجہ صاحب کے پاس شکایت کی۔ تو بذریعہ تار جموں کے مسلمانوں کے نمائندوں کو بلایا گیا۔ کہ مہاراجہ صاحب کے پاس اپنی معروضات کو پیش کریں۔ لیکن کئی دن تک آج نہیں کل کرتے ہوئے اُن کی شکایات سُننے کی بجائے انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اور اس وقت تک جیل میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ کشمیر کے مسلمانوں کو جو ایک ہمدرد کشمیر کے مقدمے کی کارروائی سننے کی خواہش کے مجرم تھے۔ گولیوں اور چھروں سے زخمی کیا گیا۔ ان غریب قیدیوں، اور بے کس مجروحوں اور خاموشی سے جان دینے والوں کا صرف یہ قصور تھا۔ کہ وہ مسلمان کہلاتے تھے۔ اور انہیں یہ احساس پیدا ہونے لگ گیا تھا۔ کہ ہم بھی آدمی ہیں:۔

ہر ایک مسلمان سے امید

پس آج ہر ایک مسلمان جو ہندوستان کے کسی گوشے میں رہتا ہو۔ اس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ ۱۴ اگست کو جلسہ کرائے۔ یا جلسہ میں شامل ہو۔ اور اس صورتِ حال کے خلاف احتجاج کرے کیونکہ جموں اور کشمیر کے تیس لاکھ مسلمانوں کی آواز جو غلامی کے طوق کے بوجھ کے نیچے کراہ رہے ہیں۔ کسی خیر خواہ ملت کو آرام و چین سے سونے نہیں دے سکتی:۔

اس جلسہ کا پروگرام مندرجہ ذیل قرار پایا ہے:۔

جلوس

۱۔ جس قدر زیادہ سے زیادہ آدمی شامل ہو سکیں۔ ان کا ایک جلوس اس طرح نکالا جائے۔ کہ مسلمانوں میں کشمیر کے معاملات کے متعلق دلچسپی پیدا ہو۔ اور دوسری اقوام اور حکومت پر اس بارہ میں مسلمانوں کے دلی جذبات کا انکشاف ہو جائے۔ اور وہ معلوم کر لیں۔ کہ اس بارہ میں مسلمان جب تک ظلم کا ازالہ نہ کیا جائے۔ صبر نہیں کریں گے:۔

جلسہ

۲۔ ایک جلسہ وسیع پیمانے پر کیا جائے۔ اور ہر فرقہ کے لوگوں کو اس میں شامل کیا جائے۔ اس جلسہ میں کشمیر کے حالات سنائے جائیں جن کے متعلق ایک مختصر رسالہ مولوی اے۔ آر۔ درد صاحب ایم اے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے اصل لاگت پر مل سکتا ہے۔ اس رسالہ کو فروخت یا تقسیم کیا جائے۔ تو اور بھی مفید ہوگا:۔

دوسری ریاستوں سے کشمیر کے سوال کا تعلق نہیں

۳۔ حکومتِ کشمیر کی طرف سے دوسری ریاستوں میں یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ مسلمان مہاراجہ صاحب کو تخت سے اتروانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بعد وہ باری باری دوسری ہندو ریاستوں پر ہاتھ صاف کریں گے۔ حالانکہ یہ واقعات کے بالکل برخلاف ہے۔ مسلمان صرف کشمیر کے مسلمانوں کو ابتدائی حقوقِ انسانیت دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور بس۔ دوسری ریاستوں سے کشمیر کے سوال کا کوئی تعلق نہیں۔ صرف بعض حکامِ کشمیر کی یہ چال ہے۔ جس سے وہ دوسری ریاستوں کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر کے گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں۔ بلکہ سُنا گیا ہے۔ کہ بعض ریاستیں حکومتِ ہند پر دباؤ ڈال بھی رہی ہیں۔ اس امر کو خوب واضح کیا جائے:۔

ہندو مسلم سوال نہیں

۴۔ حکومتِ کشمیر بڑے زور سے موجودہ تحریک کو ہندو مسلم تحریک ثابت کرنا چاہتی ہے۔ حالانکہ باوجود اس کے کہ ریاست نے ہندوؤں کو آلہ کار بنایا ہوا ہے مسلمانانِ کشمیر اُن کے خلاف کچھ نہیں کرتے کیونکہ مسلمانوں کے حقوق ریاست نے ہی غصب کئے ہوئے ہیں۔ اس امر کو اور بھی واضح کرنا چاہیئے۔ کہ یہ ریاست کی چال ہے۔ کہ وہ اسے ہندو مسلم سوال بنا کر ہندوستان کے دوسرے ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتی ہے:۔

گورنمنٹ ہند اور ریاست کشمیر

۵۔ بعض حکام کشمیر بعض لوگوں کو رشوتیں دے کر یہ پراپیگنڈا کرا رہے ہیں۔ کہ گویا مسٹر ویکفیلڈ کے ذریعہ سے حکومتِ برطانیہ مسلمانوں کو اُکسا کر کشمیر پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ پولیٹکل انڈیا نامی دہلی کے انگریزی اخبار میں اس قسم کے مضامین لکھوائے گئے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ حکومتِ برطانیہ اس وقت تک ریاست کی تائید میں ہے۔ چنانچہ ریزیڈنٹ کا یکطرفہ بیان اس پر دلالت کرتا ہے ریاست کی غرض یہ ہے۔ کہ اس طرح حریت پسند مسلمانوں کی ہمدردی کشمیر کے مسلمانوں سے ہٹا دے۔ اس سے بھی مسلمانوں کو واقف کرنا چاہیئے:۔

آزاد تحقیقاتی کمیٹی کا مطالبہ

۶۔ جموں میں قرآن کریم اور خطبے کے واقعہ اور سرینگر میں گولی چلانے کے واقعہ کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا جائے۔ اور حکومت برطانیہ سے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کیا جائے۔ اور اس امر کا بھی کہ ہندوستانی بیرسٹروں کو سرینگر کے موجودہ مقدمہ کے متعلق پیروی کی اجازت دی جائے:۔

مذہبی آزادی

۷۔ کشمیر میں اسلام لانے پر جو روکاوٹیں ہیں۔ کہ جائداد ضبط

کی جاتی ہے۔ اور بیوی بچے چھین لئے جاتے ہیں۔ اس کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا جائے۔

انجمنیں بنانے کی آزادی

۸۔ کشمیر میں انجمنیں بنانے کی آزادی نہیں۔ اور درخواست دینے پر اکثر ریاست توجہ نہیں کرتی۔ اس سے نہ مسلمان اپنی مذہبی علمی۔ اقتصادی۔ اور تمدنی تنظیم کرسکتے ہیں۔ اور نہ ترقی کی راہیں سوچ سکتے ہیں۔ اس کے خلاف ریزولیوشن ہو۔

اخبار نکالنے کی آزادی

۹۔ کشمیر میں اخبار نکالنے کی بھی آزادی نہیں۔ اس کے خلاف بھی ریزولیوشن ہو۔ کہ انگریزی علاقہ کی طرح وہاں بھی اجازت مل جایا کرے۔

تقریر کرنے کی آزادی

۱۰۔ کشمیر میں تقریر کرنے کی بھی آزادی نہیں۔ اس کے خلاف بھی ریزولیوشن پاس کیا جائے۔

زمین کے مالکانہ حقوق کا مطالبہ

۱۱۔ کشمیر میں زمین کی ملکیت کے حقوق زمینداروں کو حاصل نہیں ہیں۔ حالانکہ کشمیر انگریزوں سے مہاراجہ کو ملا ہے۔ پس وہاں کے زمینداروں کے حق پنجاب کے مطابق ہونے چاہئیں۔ وہاں نہ لوگ بلا اجازت زمین فروخت کرسکتے ہیں۔ نہ مکان بنا سکتے ہیں۔ نہ درخت کاٹ سکتے ہیں۔ اور اس طرح غلامی کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ اس کے خلاف بھی ریزولیوشن ہونا چاہیئے۔

ملازمتوں میں حصہ

۱۲۔ کشمیر میں مسلمان پچانوے فیصدی ہیں۔ اور سب ریاست میں ستتر فیصدی۔ مگر ملازمتوں میں ان کو تیس فیصدی بھی حصہ نہیں مل رہا۔ اس کے خلاف ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ اور مسلمانوں کے لئے کم از کم ستتر فیصدی ملازمتوں کا مطالبہ کیا جائے۔ اس وقت ریاست بہانہ یہ کرتی ہے۔ کہ مسلمان تعلیم یافتہ نہیں ملتے۔ حالانکہ تعلیم کی کمی کی ذمہ داری ریاست پر ہے۔ اور نیز یہ بھی غلط ہے۔ کہ مسلمان تعلیم یافتہ نہیں ملتے۔ بہت سے گریجوایٹ ریاست میں بیکار پھر رہے ہیں۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ ریاست میں عہدے لیاقت پر ملتے ہیں۔ ریاست میں کئی ڈوگرے اعلیٰ عہدوں پر ہیں۔ اور وہ مڈل پاس بھی نہیں ہیں۔

مجلس قانون ساز کا مطالبہ

۱۳۔ چونکہ مسلمانوں کو جائز طور پر ریاست کے معاملات میں مشورہ دینے کا موقعہ حاصل نہیں۔ اور نہ مہاراجہ صاحب تک پہونچنے کا موقعہ حاصل ہے۔ وہاں ایک قانون ساز مجلس قائم کی جائے۔ تاکہ مسلمان اپنی آواز مہاراجہ صاحب تک پہونچا سکیں۔ اور قانون سازی کے وقت ان کی رائے ریاست کو معلوم ہوسکے۔ اس کے متعلق بھی ریزولیوشن کیا جائے۔

کشمیر کے لئے علیحدہ وزارت

۱۴۔ چونکہ کشمیر کا صوبہ زبان۔ تاریخ۔ تمدن اور مذہب کے لحاظ سے جموں سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس لئے مطالبہ کیا جائے۔ کہ کشمیر کے لئے علیحدہ وزارت ہو۔ جو براہ راست مہاراجہ صاحب کے ساتھ کام کرے۔ اور اس میں کشمیر کی آبادی کے لحاظ سے مسلمان وزراء لئے جائیں۔

چندہ جمع کیا جائے

۱۵۔ چونکہ کشمیر میں سخت ظلم ہورہا ہے۔ اور مسلمان بے بس ہیں۔ اور کشمیر کے حالات سے انگریزی حکومت کو واقف کرنا اور مہذب دُنیا کو ان حالات سے آگاہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ ان سب امور کے لئے نہایت کثیر رقم کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس دن جلسوں میں خاص طور پر اس غرض کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔ اس رقم کا ایک حصہ جموں کے مسلمانوں کی امداد کے لئے۔ ایک حصہ کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کے لئے۔ اور ایک حصہ ہندوستان اور بیرون ہند کے پراپیگنڈا کے لئے خرچ کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ اپنے تیس لاکھ بھائیوں کو غلامی سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بہت سی قربانی کرنی پڑے گی۔ موُنہ کی ہمدردی سے کشمیر کے مسلمانوں کی تکالیف دُور نہیں ہوسکتیں۔ پس اگر سچی ہمدردی ہے۔ تو اس کے مطابق قربانی کریں اور اس امر کو مدنظر رکھیں۔ کہ یہ جنگ چند دن کی نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ایک دو ماہ میں ہی فیصلہ ہو جائے۔ اور ممکن ہے۔ سالوں تک اس کے لئے جدوجہد کرنی پڑے۔ پس ہمت کرکے اس طرف قدم اٹھائیں۔ تاکہ دُنیا معلوم کرلے۔ کہ مسلمان پر بے استقلالی کا الزام غلط ہے۔ ایسی تمام رقوم مُسلم بنک لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام پر بھجوانی چاہئیں۔

مُسلمان انشاء اللہ کامیاب ہونگے

برادران! میں نے اس مقصد کے حصول کے لئے ہندوستان اور ہندوستان کے باہر اپنی کوشش شروع کردی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چند دن کی جدوجہد کے بعد ہی بعض ایسے حلقوں میں دلچسپی اور ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔ جہاں سے اس قسم کی کوئی امید نہ تھی اگر مسلمان جوش سے اور استقلال سے کام لیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ کام مشکل اور منزل دُور ہے۔ ہم انشاء اللہ کامیاب ہونگے۔ اور کشمیر کے تیس لاکھ مسلمانوں اور ان کی اولادوں اور اولادوں کی اولادوں کی دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔ کسی کا ایک بھائی غلام ہو۔ تو وُہ صبر نہیں کرسکتا۔ کیا آپ لوگ تیس لاکھ بھائیوں کی غلامی کے باوجود خوشی کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ میں امید بھرے دل کے ساتھ آپ کو آپ کے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہُوں۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ۱۴ اگست کو تمام ہندوستان کے مسلمان ایک پُرامن مظاہرے سے مستقل جدوجہد اور مناسب حال قربانی کے عہد اور عملی نمونہ کے ذریعہ سے دُنیا پر یہ ثابت کردیں گے۔ کہ وُہ موت نہیں۔ بلکہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

جلسوں کی رپورٹ

جلسوں کی رپورٹ فوراً بذریعہ تار مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان کے نام بھیج دیں۔ تاکہ جلسوں کے بعد مناسب طور پر حکومتِ انگلستان کو صورتِ حالات سے واقف کیا جاسکے۔ اور جلسہ کی تفصیلی کارروائی کہ کون پریذیڈنٹ تھا؟ کس کس نے تقریر کی؟ حاضرین کی تعداد کیا تھی؟ جلوس کس قسم کا نکلا؟ اخبارات اور سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو مندرجہ بالا پتہ پر بھیج دیں۔ تمام ریزولیوشنز کی ایک ایک کاپی اپنے اپنے صوبے کے گورنر۔ وائسرائے ہند اور مہاراجہ کشمیر کے نام ضرور ارسال کریں۔

خاکسار: مرزا محمود احمد

مُسلمانانِ کشمیر پر مظالم کی ایک المناک مثال

مسلمانوں کے نہتے اور پُرامن اجتماع پر ۱۳ جولائی کو گولیوں کی بوچھاڑ کرنے اور اس کے علاوہ اور بھی کئی بار گولیوں کا نشانہ بنانے کے علاوہ اور بھی جو تشدد کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس بیان سے لگ سکتا ہے۔ جو سرینگر کے ایک مشہور۔ قابل اور ہندو مسلمانوں کے مساوی خدمتگزار ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نے اپنے متعلق شائع کرایا ہے۔ اور جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۳۔ جولائی کو جس وقت مہاراج گنج میں ہنگامہ ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کو معزز افسران پولیس وغیرہ نے نہ صرف بچشم خود امیرا کدل میں دیکھا۔ بلکہ اُن کے ساتھ گفتگو بھی کی۔ ۱۴ کو آپ خان بہادر ٹھاکر آغا سید حسین صاحب ریٹائرڈ ہوم منسٹر کے بلانے پر ان کی ایک رشتہ دار مریضہ کو دیکھنے گئے۔ جب واپس لوٹے۔ تو انہیں معلوم ہُوا۔ کہ ان کی مہاراج گنج کی ڈسپنسری لوٹ لی گئی ہے۔ وُہ تباہ شدہ ڈسپنسری کو دیکھ کر جب سرکاری شفاخانہ کے مقابل پہنچے۔ تو کشمیری پنڈتوں اور پنجابی کھتریوں کے ایک بڑے ہجوم نے ان کا تانگہ روک لیا۔ ڈاکٹر صاحب۔ ان کے ملازم اور ملازم آغا صاحب کو مارنا شروع کردیا۔ اس مارپیٹ میں ایک دو پولیس کنسٹبل اور جنگی سپاہی بھی شامل تھے۔ اس وقت سارے شہر میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ تھا۔ اور پانچ اشخاص سے زیادہ کا اکٹھا ہونا ممنوع تھا۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب اور انکے ہمراہیوں کو زدوکوب کیا گیا۔ وہاں فوج اور پولیس کا پہرہ بھی تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب سخت زخمی کردیئے گئے۔ تو ایک جنگی افسر آگیا۔ جس نے ہجُوم سے تو انہیں رہائی دلائی لیکن اس خلاف قانون مجمع میں سے کسی کو گرفتار کرنے کی کوشش نہ کی۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس لے آیا۔ جو ہندوؤں کی ایک دوکان میں بیٹھے تھے۔ وہاں بجائے اس کے کہ اُن سے کچھ ہمدردی کی جاتی مجسٹریٹ کے سامنے نہایت تحکمانہ اور دھمکی آمیز لہجہ میں بالکل غلط الزام لگاتے ہوئے کہا ۱۳۔ جولائی کو تمہیں تو تھے۔ جو ہجُوم کو لوٹ مار کی ترغیب دے رہے تھے۔ کیا ہوگیا اگر آج تم زخمی ہوگئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے باوجود توجہ دلانے کے کوئی نوٹس نہ لیا۔ البتہ ایک مسلح لاری کا انتظام کرکے ڈاکٹر صاحب کو امیرا کدل پہنچا دیا گیا۔ زدوکوب کے بعد مجمع نے ان کی گھوڑی اور تانگہ بھی لوٹ لیا اور ہینڈ بیگ جس میں نہایت قیمتی آلات و ادویات تھیں۔ چھین لیا ...

اسلام پر اعتراضات کے جواب

صفاتِ الٰہیہ کے متعلق بعض اعتراضات کے جواب

آریوں کے جاہلانہ اعتراضات

آریہ صاحبان ضد اور تعصّب کی وجہ سے یا جہالت اور کم علمی کے باعث خدا تعالےٰ کی بعض ان صفات پر اعتراض کیا کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اسلام اللہ کا یہ نقشہ پیش کرتا ہے۔ کہ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) خدا فریبی۔ جنگجو۔ گمراہ کنندہ تطہیر نہ کرنے والا اور شرک و بت پرستی دُنیا میں رائج کرنے والا ہے۔ اس بیہودہ گوئی کے لئے وُہ حسب ذیل آیات سے استدلال کرتے ہیں:۔

۱- مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ؞

۲- واللہ اشد بأساً واشد تنکیلا ؞

۳- ومن یضلل فلن تجد لہ ولیاً مرشداً ؞

۴- اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم ؞

۵- اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ؞

خدا تعالےٰ کے صفاتِ حسنہ

قبل اس کے۔ کہ ان آیات کا صحیح مطلب بتا کر آریوں وغیرہ کی نکتہ دانی کو ثابت کیا جائے۔ یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کے متعلق نہایت اعلیٰ درجہ کے صفات اور اسماء حسنیٰ بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات سے آریہ جو استدلال کرتے ہیں۔ وُہ درست ہو سکے ؞

قرآن کریم کی سُورہ فاتحہ جسے ایک دن رات میں متعدد بار پڑھنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اس طرح شروع ہوتی ہے:۔ الحمد للہ رب العٰلمین یعنی تمام محامد و اوصاف کا حقیقی مستحق صرف خُدا ہی ہے۔ جس کی صفت یہ ہے۔ کہ وُہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنی اُن کی ربوبیت کرتا اور اُن کے مقاصد کے سامان مہیا فرماتا ہے۔ پھر وُہ الرحمٰن ہے۔ الرحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ احد ہے۔ الصمد ہے۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد ہے۔ اسی طرح خُدا رب الناس ہے۔ ملک الناس ہے۔ الٰہ الناس ہے۔ پھر حکم دیا۔ فسبح باسم ربک العظیم۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ لا تضربوا للہ الامثال۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا۔ لیس کمثلہ شیٔ۔ یعنی خدا کی تسبیح و تمجید کرو۔ اُس کے مثالیں نہ قائم کرو۔ خدا ہی کے تمام اسماء حسنیٰ ہیں۔ اُسے انہی اسماء حسنیٰ سے پکارا کرو۔ اور یہ یاد رکھو۔ کہ اس کا کوئی مثیل و شریک نہیں ؞

کیا کوئی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ جس کتاب میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح صفات حسنہ منسوب کی گئی ہوں۔ اس میں کہیں یہ بھی آسکتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ خدا فریبی یا جنگجو ہے۔ اگر کوئی کسی لفظ کے ایسے معنی پیش کرے۔ تو یقیناً یا تو وُہ پرلے درجہ کا فریبی اور دھوکہ باز ہے۔ یا حد درجہ کا جاہل ؞

آریوں کی جہالت

پھر یہ بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ اگر ان آیات کے وہی معانی ہوں۔ جو مخالف لیتے ہیں۔ اور اگر ان میں خدا تعالےٰ کا نعوذ باللہ استخفاف کیا گیا ہو تو اس تعلیم سے سب سے پہلے وُہ لوگ متنفر ہوتے جن کی فہم و فراست اور جن کی ذکاوت و دانشمندی آجتک دُنیا میں ضرب المثل ہے۔ مگر وُہ عرب جو لغت کے کامل ماہر۔ زباندانی کے بہترین نمونہ اور فصاحت و بلاغت کے مجسمہ تھے۔ وُہ تو اس کی ہر آیت پر وجد میں آجاتے۔ اور اس کے لفظ لفظ کو خدا کا کلام سمجھکر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ مگر آج وُہ آریہ جو زبان عربی سے قطعی طور پر نابلد ہیں۔ ان آیات پر اعتراض کر کے اپنی جہالت و ناواقفیت کا اظہار کرتے ہیں ؞

مکر کے معنی

پہلی آیت جس سے خدا کی طرف فریب منسُوب کیا گیا ہے یہ ہے ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ ناواقف معترضین کو اتنی بھی سمجھ نہیں۔ کہ اس آیت میں مکر کا جو لفظ ہے۔ وُہ عربی زبان کا ہے۔ نہ کہ اُردو یا پنجابی کا۔ اور جبکہ یہ عربی ہے۔ تو معلوم یہ کرنا چاہیئے۔ کہ لغات عرب میں اس کے کیا معنی ہیں۔ کیونکہ مکر کے وُہی معنے صحیح ہونگے۔ جو اہل زبان لیتے ہیں۔ نہ کہ وُہ جو موجودہ آریہ ؞

مفرداتِ راغب میں جو عربی کی مستند لغت ہے۔ لفظ مکر کے نیچے لکھا ہے (المکر) صرف الغیر عما یقصدہٗ بحیلۃٍ۔ یعنی مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا مکر کہلاتا ہے ؞

ابن الاثیر میں لکھا ہے (مکر اللہ) اتباع بلائہٖ باعدائہٖ دون اولیاءہٖ۔ یعنی الٰہی مکر کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ مخالفانِ الٰہی پر عذاب کا ڈالنا۔ اور مقربوں کو اُن عذابوں سے بچا لینا ؞

لسان العرب میں لکھا ہے۔ المکر احتیال فی خفیۃ۔ یعنی مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں ؞

قرآن کریم میں بھی یہ لفظ انہی تینوں معنوں میں استعمال ہُوا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی وُہ کیسا نازک وقت تھا۔ جب تیرے مقاصدِ عالیہ کو ان مخالفین نے اپنی تدابیر سے روکنا چاہا۔ انہوں نے خواہش کی۔ کہ وُہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں۔ یا وطن سے بے وطن کر دیں۔ وُہ بھی تدبیریں کرتے تھے۔ اور کرینگے۔ اللہ تعالےٰ بھی تدبیریں کرتا ہے اور کریگا۔ خدا ان مخالفوں کی تدابیر پر غالب آنے والا ہے۔ اور اس کی تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔ دُوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ مخالف تجھے اس طریق سے مصائب میں پھنسانے لگے تھے۔ حالانکہ خدا ہمیشہ اپنے مقربوں کو بچاتا اور مخالفوں پر عذاب نازل کیا کرتا ہے۔ تیسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے یہ معنی ہیں کہ مخالف تیرے متعلق مخفی تدابیر کر رہے تھے۔ اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ بھی ان کی ہلاکت کے لئے مخفی تدابیر سے کام لے رہا تھا۔ پس مکر کے یہ تین معنی ہیں۔ اور ان تینوں معنوں کے لحاظ سے خیر الماکرین کے الفاظ میں کوئی قباحت نہیں ؞

پھر مفرداتِ راغب میں لکھا ہے۔ مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے متعلق واللہ خیر الماکرین کے الفاظ آئے ہیں۔ اور ایک مکر مذموم جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے ولا یحیق المکر السیّئ الا باھلہٖ پس مکر بُرا بھی ہوتا ہے۔ اور بھلا بھی۔ اور اس کا پتہ فاعل کی حیثیت کے لحاظ سے لگتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے متعلق مکر السیّئ کے الفاظ کہیں نہیں آئے۔ جہاں آئے ہیں ہمیشہ خیر الماکرین کے الفاظ آئے ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا مکر خوبی کے معنوں میں ہے۔ نہ کہ نقص اور عیب کے مفہوم میں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام اقوام عرب کو عبادتِ الٰہیہ کی طرف بُلایا۔ اور بُت پرستی۔ بد چلنی اور خانہ جنگیوں سے روک کر ان میں نیکی۔ تقوےٰ اتحاد اور مذہبیت پیدا کرنی چاہی۔ تو جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کے خلاف مخالفین نے سخت نقصان رساں تدابیر شروع کر دیں۔ ہر رنگ میں آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دکھ دیا۔ اور جبراً اشاعتِ اسلام سے روکا۔ تب اللہ تعالےٰ کا کلام اطمینان دینے کے لئے اُترا۔ اور فرمایا۔ تیرے مقاصد کو کون ہے۔ جو روک سکے۔ یقیناً یہ ناکام رہینگے۔ کیونکہ خدا خیر الماکرین ہے۔ وُہ اپنے پیاروں کو بچانے والا اور ان کے مخالفین کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامیاب ہو گئے۔ اور مخالفین ہلاک ؞

بأس کے معنی

دوسری آیت جس سے یہ استدلال کیا گیا ہے۔ کہ خدا نعوذ باللہ جنگجو ہے۔ وُہ یہ ہے۔ واللہ اشد بأساً واشد تنکیلا۔ اس کے متعلق پہلی بات یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ واللہ یدعوا الیٰ دار السلام خدا دُنیا کو سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اسلام کا لفظ ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ قرآن کا پیش کردہ مذہب صلح اور امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ سلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنے نرمی اور صلح کے ہیں۔

پس ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جو اسلام سے بڑھکر امن و امان اور صلح کا حامی ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الصلح خیر اور حکم دیتا ہے۔ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی ہمیشہ لوگوں کو دانشمندی اور عمدہ نصائح کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیا کرو۔ پھر فرمایا ادفع بالتی ھی احسن جھگڑوں کو ہمیشہ عمدگی کے ساتھ دُور کرو ؞

پس قرآن مجید کی یہ ہرگز تعلیم نہیں۔ کہ خدا لڑائی جھگڑے کو پسند کرتا ہے۔ دراصل یہ اعتراض بھی زبان عربی سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ بأس کے معنے عربی میں عذاب کے ہیں۔ قاموس میں ہے۔ البأس العذاب اور تنکیل کے متعلق لکھا ہے۔ نکل بہ تنکیلاً صنع بہ صنعاً یحذر وغیرہ۔ یعنی ایسے طور سے بدکار کو سزا دینا۔ کہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ پس خدا شریروں کو عذاب دینے والا اور مجرموں کو ایسے طریق پر کیفر کردار تک پہنچانے والا ہے۔ جو دنیا کے لئے باعث عبرت ہوتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور اسی صفت سے اس کا جلال چمکتا اور اس کے پیاروں کی تائید و نصرت کا اظہار ہوتا ہے۔ پس بأس کے معنی لڑائی کے نہیں۔ بلکہ عذاب کے ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید ایک دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلما رأوا باسنا قالوا آمنا باللہ وحدہ۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا۔ تو کہنے لگے ہم ایمان لائے۔

خدا تعالیٰ ہادی ہے

تیسری آیت جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ گمراہ کنندہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ ومن یضلل فلن تجد لہ ولیاً مرشدا۔ اس کے متعلق بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ اضلال جس سے یضلل نکلا ہے۔ نتیجہ ہے ضلال اور گمراہی کا۔ اور ضلالت ان انسانی طاقتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ جن پر انسان کو تصرف حاصل ہے۔ یعنی انسان اگر چاہے۔ تو اپنی طاقتوں سے ایسے کام لے۔ جو نیکی میں ممد ہوں۔ اور چاہے۔ تو اپنی طاقتوں سے وہ کام لے جو بُرے ہوں۔ پس چونکہ انسان کا اپنی طاقتوں پر کامل اختیار ہوتا ہے اس لئے ضلالت خدا کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی بلکہ انسانی نفس کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے۔ دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین۔ یضل اللہ الظالمین۔ یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب۔ یعنی خدا انہی لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا اور اس کتاب کے ذریعے انہی پر ضلالت اور گمراہی کا حکم لگاتا ہے۔ جو اس کے احکام اور حدود کو توڑتے ہیں۔ جو ظالم ہوتے ہیں۔ جو مسرف اور مرتاب ہوتے ہیں۔

ان آیات سے ثابت ہے۔ کہ فسق۔ ظلم اور مسرف و مرتاب ہونے کا ظہور پہلے خود انسان کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعد میں ضلالت کا حکم اس پر لگایا جاتا ہے۔ پس خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی شان رحیمیت تو ایسی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مخلوق کی راہنمائی کے لئے سامان پیدا کرتا رہتا ہے اور اسی غرض کے لئے وہ انبیاء و مرسلین بھیجتا ہے۔ کہ لوگ گمراہ نہ ہوں بلکہ ہدایت پا جائیں۔ اگر نعوذ باللہ وہ خدا گمراہ کرنے والا ہوتا۔ تو اسے کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجتا۔ کتابیں نازل فرماتا۔ نشانات الہیہ کی بارش برساتا اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ موجود رکھتا۔ جو اس کے قرب اور محبت کا مقام حاصل کئے ہوئے ہوں۔ (اسی وجہ سے اس کا نام ہادی بھی آیا ہے)۔ یہ تمام باتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہادی ہے نہ کہ مضل۔ اور مضل جو ہیں۔ وہ شیطان اور بُرے لوگ ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہوں میں شیطان کے متعلق آتا ہے۔ انہ عدو مضل مبین۔ فرعون کے متعلق آتا ہے اضل فرعون قومہ۔ سامری کے متعلق آتا ہے۔ اضلھم السامری۔ پس ضلالت کا انتساب بُرے لوگوں کی طرف ہوتا ہے۔ اور ہدایت کا خدا کی طرف۔

اضلال کے معنی

پھر اضلال کے معنی ابطال اور ہلاک کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقالوا ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید۔ منکرین کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں بالکل نابود ہو جائیں گے۔ تو ہماری نئی پیدائش ہوگی۔ ان معنوں کے لحاظ سے مذکورہ بالا آیت کے یہ معنے ہوئے۔ کہ خدا تعالیٰ جسے اس کے بداعمال کی وجہ سے ہلاک کرتا ہے۔ اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔

چوتھی آیت جس سے خدا کو تطہیر نہ کرنے والا کہا جاتا ہے۔ یہ ہے۔ ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملك لہ من اللہ شیئا اولئك الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبھم اس کے سیاق و سباق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ ان کفار کا ذکر ہے۔ جو تمرد اباء اور سرکشی میں سخت بڑھے ہوئے ہوں۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ لوگ جن کو عذاب دینے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا۔ کوئی نہیں۔ جو ان کی تطہیر کرسکے۔ فتنہ عربی زبان میں بلا۔ مصیبت۔ اور عذاب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ تو فرمایا۔ جن کے لئے عذاب بارگاہ ایزدی سے مقدر ہو چکا۔ ان کو اس عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور نہ ان کی تطہیر کرسکتا ہے۔ کیونکہ ان پر فرد جرم لگ گیا۔ اور باوجود ہزار بار سمجھانے کے وہ دوزخ میں ہی گرے۔ ایسے لوگوں کو کون ہے۔ جو بچا سکے ؛

آخری امر جو بُت پرستی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ وہ حضرت آدمؑ کے لئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ سجدہ کے معنی اول تو فرمانبرداری اور اطاعت کے ہیں۔ پس آیت کے یہ معنے ہوئے۔ کہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا۔ کہ آدمؑ کی اطاعت کرو۔ اور یہ ایک واقعیت ہے۔ کہ جب انبیاء دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ تو ملائکہ کو ان کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ دوسرے اس آیت کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے ملائکہ سے کہا۔ کہ آدمؑ کی خاطر مجھے سجدہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم میں فرق

صفات الہیہ کے متعلق ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے۔ کہ بار بار قرآن میں آیا ہے۔ لو شاء ربك ما فعلوہ۔ اگر تیرا رب چاہتا۔ تو لوگ برائیاں نہ کرتے۔ لو شاء اللہ ما اقتتلوا اگر اللہ چاہتا۔ تو لوگ آپس میں نہ لڑتے۔ لو شاء اللہ ما اشرکوا اگر وہ چاہتا۔ تو لوگ شرک نہ کرتے۔ مگر دنیا میں چونکہ بکثرت بُرائیاں ہوتی ہیں۔ لڑائیاں کی جاتی ہیں۔ اور شرک بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ اللہ کی مرضی یہی ہے۔ کہ دنیا میں بُرائی رہے۔ شرک پھیلے اور لڑائیاں جاری رہیں۔

اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں تمام برائیوں کی صراحتاً بیحد مذمت آئی ہے۔ اور ان سے روکا گیا ہے چنانچہ آتا ہے۔ لا تقربوا الزنا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما۔ لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق واجتنبوا قول الزور۔ یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ شراب۔ جوا وغیرہ شیطانی کاموں میں سے پلید ترین کام ہیں۔ چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ کسی نفس کو بلا وجہ قتل نہ کرو۔ جھوٹ سے بچو۔ پس جبکہ قرآن مجید ان افعال کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اور بشدت ان سے منع فرماتا ہے۔ تو یہ کہنا ہرگز صحیح مانا نہیں جاسکتا۔ کہ خدا کے حکم کے ماتحت دنیا میں بدیاں ہو رہی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ایسے معترضین نے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم کو ہم معنی سمجھکر ٹھوکر کھائی ہے۔ حالانکہ مشیت اور حکم میں بڑا فرق ہے۔ مشیت درحقیقت خدا کے قانون قدرت کا نام ہے اور حکم اس کا شرعی ارشاد ہے۔ پس اس فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یعنی قانون قدرت کے ماتحت تو ضرور ہو رہا ہے۔ مگر وہ خدا کے حکم یعنی اس کی رضا کے ماتحت نہیں ہو رہا۔ مثال کے طور پر دیکھئے۔ یہ قانون ہے۔ کہ جو شخص ایک خاص بلندی سے گریگا۔ ہلاک ہو جائیگا۔ یا اسے خطرناک طور پر چوٹیں آئیں گی۔ اب اگر کوئی شخص خودکشی کے ارادہ سے پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو گرائے۔ اور ہلاک ہو جائے۔ تو اس کا یہ فعل خدا کے قانون قدرت کے ماتحت تو ہوگا۔ مگر یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس کا یہ فعل خدا کے حکم یا اس کی مرضی سے واقع ہوا ہے۔ اسی طرح خدا کا قانون ہے۔ کہ گڑ یا انگور وغیرہ سے بعض خاص قواعد کے ماتحت شراب نکل آتی ہے۔ پس شراب اگرچہ خدا کی مشیت یعنی قانون قدرت کے ماتحت ہی بنیگی۔ لیکن اس شراب کا بنانا خدا کی مرضی سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اسکے حکم کے خلاف ہوگا۔ پس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ سب کا سب خدا کے قانون قدرت کے ماتحت ہو رہا ہے۔ مگر بدیاں خدا کے حکم یا رضا کے ماتحت نہیں کی جاتیں۔ اسکی یہی وجہ ہے۔ کہ خدا نے ایسا حکم کبھی نہیں دیا۔ اور اس لئے بھی کہ خدا نے انسان کو خود مختار بنا کر عقل سلیم عطا کی ہے۔ تا وہ سوچ سمجھکر چلے اور بدکاریوں کے گڑھے میں اپنے آپکو نہ گرائے۔ پس نیکی اختیار کرنا یا بدی کرنا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہے۔ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے ایمان لائے۔ اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ اور لو شاء ربك کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر خدا زبردستی کرنا چاہے۔ تو کوئی بدی نہ کر سکے۔ مگر خدا زبردستی لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس صورت میں انسان کسی اجر کا مستحق نہیں ہوسکتا ؛

مذاہب غیر

ہندوؤں کے مقامات مقدسہ

اس مضمون کی ایک گذشتہ قسط میں ہندوؤں کے دو بڑے بڑے تیرتھوں کے متعلق ایک ہندو نامہ نگار کی تحریر سے بعض نہایت دلچسپ حالات درج کئے جا چکے ہیں۔ صحبت امروزہ میں جو کچھ بیان کیا جائے گا۔ وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ؛

دوارکا دھام

ہندوؤں کا تیسرا مشہور و معروف اور مقدس دھام دوارکا ہے۔ یہ شہر ریاست بڑودہ میں ہے اور عین ساحل سمندر پر واقع ہونے کے لحاظ سے نہایت خوشگوار مقام ہے۔ یہاں ایک بندرگاہ اور اس پر ایک لائٹ ہوس یعنی روشنی کا مینار بھی قائم کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں ہندو بزرگوں نے ایسے مقامات کو جہاں کی آب و ہوا اور مناظر قدرت فرحت بخش اور سرور انگیز تھے۔ عبادت کے لئے تجویز کیا۔ اور وہاں پر بھگتی میں مصروف رہے۔ لیکن ان کے بعد ان کے پیروؤں نے ایسے مقامات کو ذاتی اغراض و مقاصد کے پیش نظر کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اور حصول منافع اور جلب زر کے مختلف طریق ایجاد کر لئے ؛

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ شہر بھگوان کرشن کی راجدھانی" تھا۔ لیکن نامہ نگار آریہ گزٹ کا بیان ہے کہ اس شہر کا اندرونی حصہ اس قدر غلیظ۔ گلیاں اس قدر تنگ و تاریک اور مکانات اس قدر بد وضع ہیں۔ کہ "وہم و گمان بھی نہیں آ سکتا۔ کہ یہ شہر کسی زمانہ میں بھگوان کرشن کی راجدھانی رہا ہو" بہر حال چونکہ اس شہر کو "بھگوان کرشن" سے خاص مناسبت بتائی جاتی ہے۔ اس لئے پرانے ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اس مقام پر سمندر میں اشنان کرنا بہت درجات رکھتا ہے۔ لیکن یہاں کے پنڈوں نے تھوڑے سے پانی کا ایک تالاب بنا کر اس کے ارد گرد چار دیواری تعمیر کر دی ہے۔ اور یہ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ وہ اصل مقام جہاں پر اشنان سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ صرف اتنا ہی ہے۔ اس سے باہر نہانے والا کسی پن کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے مجبوراً ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اس تھوڑے سے غلیظ اور سڑے ہوئے پانی میں ہی نہانا پڑتا ہے۔ ان سے پن و پاپ کے اجارہ دار ایک روپیہ ایک آنہ فی کس ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ پارٹی میں سے چند ایک نے یہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر پنڈوں نے ریاست کے افسروں سے امداد طلب کی۔ اور پولیس نے آ کر نہایت سختی کے ساتھ ان سے یہ رقم وصول کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس آمد میں ریاست کا بھی حصہ ہو گا ؛

خاص مندر

شہر کے عین وسط میں دوارکا دہیش مندر واقع ہے اس کے اندر تو ہر شخص جا سکتا ہے۔ مگر "خاص جانکی والے استھان" پر پہونچنے کے لئے مزید ساڑھے آٹھ آنے ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس مندر کے اندر بھی ایسی ہی مورتیاں رکھی ہوئی ہیں جیسی دیگر مندروں میں جو لوگ یہ ٹیکس ادا کر کے جھانکی تک پہونچنے کا حق حاصل کر لیں۔ انہیں تمام کپڑے اتار دینے پڑتے ہیں۔ مرد کے لئے صرف ایک دھوتی اور عورت کے لئے دھوتی اور ایک قمیص کی اجازت ہے۔ درشن کرنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ جو بہت تھوڑا ہے۔ اس کے بعد دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اس لئے دروازہ کھلنے پر بقول نامہ نگار آریہ گزٹ "ان ننگ دھڑنگ بھگتوں کا پہلوانوں کی طرح ابلا استریوں اور کمزور بھائیوں کو اپنی وشال بھجاؤں کے بل سے پرے ہٹا کر خود اندر پہلے پہونچنے کی کوشش کرنا ایک نہایت اشوبھنا نظارہ پیش کرتا ہے" ؛

بیٹ دوارکا

دوارکا تیرتھ اس شہر تک محدود نہیں۔ بلکہ اس سے دس پندرہ میل کے فاصلہ پر سمندر کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ آباد ہے جس کی آبادی چار ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس مقام کو بیٹ دوارکا کہتے ہیں۔ اور جب تک اس مقام کی زیارت نہ کی جائے ہندو عقیدہ کے مطابق دوارکا کی زیارت نامکمل اور ادھوری رہنے کی وجہ سے رائیگاں جاتی ہے۔ چنانچہ پڑھے لکھے توہم پرست ہندوؤں کا یہ طائفہ جس کی تعداد پونے چار سو تھی۔ کشتیوں میں سوار ہو کر اس مقام پر پہونچا۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ جب وہاں کے پنڈوں نے پنجابی یاتریوں کی اس قدر کثیر تعداد آتی دیکھی۔ تو ان کے چہرے خوشی سے دمکنے لگے۔ کیونکہ علاوہ اس آمدنی کے جو چڑھاوؤں وغیرہ کے ذریعہ ہوتی ہے دیگر مندروں کی طرح یہاں بھی ہر یاتری سے درشن کرنے کی فیس کے طور پر ایک روپیہ چار آنہ کے حساب سے وصول کی جاتی ہے ؛

فیس کی ادائیگی پر جھگڑا

لطف یہ ہوا۔ کہ دوارکا میں چونکہ ان لوگوں نے اشنان کا ٹیکس دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور پولیس نے ان پر سختی کی تھی۔ اس لئے ادھر تو یاتریوں میں جذبات غصہ و رنج زوروں پر تھے۔ اور ادھر پنڈتوں نے بھی پورا پورا انتظام کر رکھا تھا چنانچہ جب یہ لوگ پہنچے۔ تو مندر کا بڑا دروازہ قلعہ کے پھاٹک کی طرح بند تھا۔ اور اس کے باہر پولیس کا سنگین پہرہ موجود تھا۔ اگرچہ اس وقت تک یہ یاتری ہر جگہ نہایت شرافت سے ٹیکس ادا کرتے آئے تھے مگر وہ جگہیں انگریزی مقبوضات میں تھیں۔ غالباً ایک ہندو ریاست کے اندر ایک ہندو تیرتھ کی یاترا کے لئے کسی قسم کی فیس ادا کرنا ان لوگوں نے اپنے لئے باعث توہین سمجھا۔ اور اس وجہ سے انکار پر اڑ گئے۔ اس مقام پر ریاست کی طرف سے ایک مجسٹریٹ رہتا ہے یہ لوگ بصورت وفد اس کے پاس گئے۔ اور نہایت زور دار الفاظ میں اس "اتیاچار" کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے جذبات کو اپیل کرنے کے لئے یہ بھی کہا۔ کہ یہاں کی بڑی مسجد میں ہر مسلمان کو کھلی اجازت ہے کہ جس وقت دل چاہے آ کر نماز ادا کرے۔ غرضیکہ انہوں نے ہر ممکن طریق سے اپنے تمام دلائل بلا فیس داخلہ کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بیان کئے۔ مگر ایک نہ سنی گئی۔ اور آخر کار یہ فیصلہ ہوا۔ کہ مہاراجہ بڑودہ سے بذریعہ تار استفسار کر لیا جائے۔ چنانچہ گائیکواڑ کو تار دیا گیا۔ جس کا جواب قریباً چار گھنٹہ کے بعد موصول ہوا۔ کہ قانون کی پابندی لازمی ہے۔ اور بلا فیس درشن کرنے کی اجازت صرف اسی شخص کو دی جا سکتی ہے۔ جو نادار اور قلاش ہونے کی وجہ سے یہ معمولی رقم بھی ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور چونکہ ان تمام میں ایک شخص بھی اس حیثیت کا نہ تھا۔ اس لئے سب کو مندر کا اندرونی حصہ دیکھے بغیر ہی واپس آنا پڑا ؛

ہمیں افسوس ہے کہ یاتریوں کی ناکامی کی وجہ سے ہم اس اہم ہندو تیرتھ کی تصویر دیکھنے سے محروم رہ گئے۔ لیکن جو جو کچھ باقی مندروں کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ اس پر اس کا بھی قیاس کیا جا سکتا ہے ؛

مندر کے ٹھیکے

ریاست کی طرف مندر کے ٹھیکے ہر سال نیلام کئے جاتے ہیں۔ اور پنڈت نفع کے خیال سے ٹھیکے حاصل کر لیتے اور خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال قریباً ۵۴ ہزار کا ٹھیکہ ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ یہ ٹیکس یہاں نو روپیہ فی کس تھا۔ جسے حکام ریاست نے گھٹا کر سوا روپیہ کر دیا ہے۔ ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان مقامات پر مذہب کی آڑ میں جاہل اور ضعیف الاعتقاد ہندوؤں کو کس طرح لوٹا جاتا ہے۔

آریہ سماج ان پاکھنڈوں کو دور کرنے کے لئے پوری طاقت کے ساتھ اٹھی تھی۔ اگر وہ ان کو نیست و نابود کرنے میں کامیاب ہو جاتی۔ تو یہ اس کی زندگی کی بہترین یادگار ہوتی۔ مگر افسوس کہ آریہ سماج ان باتوں کا قلع قمع کرنے کے بجائے خود موت کے منہ میں جا چکی ہے۔ اور جیسا کہ اس سلسلہ مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ آریہ سماجی کہلانے والے بھی ان مندروں کے عقیدت مند زائرین میں شامل ہیں۔

فضیلتِ اسلام

روزہ کے فوائد کے متعلق موجودہ علمی تحقیقات

اسلامی تعلیم کا ایک اہم رُکن صومِ رمضان ہے یعنی اسلام ہر بالغ عاقل تندرست اور مقیم مومن کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ وہ سال میں ایک ماہ کے لئے صرف دن کے اوقات میں ایک معیّن وقت سے لیکر معین وقت تک کھانا پینا اور تعلقاتِ مخصوصہ ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ مشغول رہے۔ یہ روزے شرعی نقطۂ نگاہ سے اس قدر بلند رتبہ رکھتے ہیں۔ کہ۔ احادیث قدسی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر نیک عمل کی کچھ نہ کچھ جزا ہے۔ مگر روزے کی جزا خود خدا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ یعنی اے ایمان والو۔ تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے۔ ان کی غرض یہ ہے۔ کہ تا تم نقصان رساں باتوں سے بچ جاؤ۔

روزوں سے روحانیت کو جس قدر تعلق ہے۔ اس کا اقرار قریباً ہر مذہب کے لوگوں کو ہے اور دراصل اسلام نے اس مجاہدہ سے سبق ہی یہ سکھایا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے نفس پر جبر کرے۔ اپنی زبان اور اپنی خواہشات کو روکے۔ حظوظ نفسانی سے علیحدگی اختیار کرے۔ اس کی ہر حرکت اور ہر سکون خالصتہً لوجہ اللہ ہو۔ اس مشق کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب انسان متواتر ایک ماہ تک اس قدر مجاہدہ سے کام لیگا۔ تو باقی گیارہ مہینوں میں بھی وہ ضبطِ نفس ایسے قیمتی اصل کو بآسانی اپنا دستور العمل بنا سکیگا۔

پھر روزوں کا یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ دوسروں کی تکلیف کا احساس پیدا ہو کر رحم کے جذبات اُبھرتے۔ اور خدا کی مخلوق سے بھلائی کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک شخص ایک ماہ روزے رکھتا ہے۔ تو اسے احساس پیدا ہوتا ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کرنی چاہیئے۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ پس جو لوگ ایک مہینہ کے اس مجاہدہ کے بعد گیارہ مہینے خدا کی مخلوق کی امداد کے لئے دامے درمے اور سخنے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ روحانیت میں یقیناً ترقی کر جاتے ہیں۔

حدیثوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ آپؐ رمضان کے ایام میں اس کثرت کے ساتھ سخاوت کیا کرتے۔ کہ یُوں معلوم ہوتا۔ جیسے ایک تیز آندھی چل رہی ہے۔ جو آتا۔ فوراً غرباء میں تقسیم فرما دیتے۔ تو درحقیقت اسلام نے رمضان کے روزوں کا جو حکم دیا ہے۔ وہ روحانی لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اور جوں جوں دنیا ترقی کر رہی ہے۔ جسمانی طور پر بھی روزہ کے فوائد کا اعتراف کر رہی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے محققین تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ روزے انسانی صحت کے لئے بھی نہایت مفید ہیں۔ معاصر "وطن" (۲۴ر جولائی) اس قسم کی ایک تحقیقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"حال ہی میں نبراسکا کے مکتب طبّی کے پروفیسر ڈاکٹر سارجیا مارکوئیس نے اِس موضوع پر ایک نہایت قابلِ قدر کتاب شائع کی ہے۔ اِس موضوع پر غالباً اس قدر جامع کتاب یہی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر مارکوئیس نے اپنے دار التجربہ میں سالہا سال کے تجربہ کے بعد بعض حقائق معلوم کئے ہیں۔ اور یہ حقائق موجودہ سائنٹفک طریق اور آلات کے ذریعہ سے فراہم کئے گئے ہیں۔ اور بالکل صحیح ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے تجربہ سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ روزے کے حامی جن امور کے دعویدار تھے۔ ان کا اکثر و بیشتر حصّہ بالکل درست ہے۔

مثال کے طور پر ڈاکٹر مارکوئیس کے تجربات نے اِس خیال کے دھوئیں اُڑا دیئے ہیں۔ کہ روزے صحت کے لئے مضر ہیں۔ آپ نے مسلسل تجربوں کے بعد ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ روزہ جس میں جسم انسانی کا وزن دس پندرہ فیصدی تک کم ہو جائے۔ انتہاء درجے کا مفید اور غیر مضر ہے۔ خطرہ اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب وزن میں پچیس ۲۵ فیصدی سے تیس فیصدی تک کمی واقع ہونے لگے۔ اس کے بعد اعضائے رئیسہ کو نقصان پہنچنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر مارکوئیس اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ روزہ نظامِ جسم انسانی کو از سرِ نو طاقت و قوت بخشنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور مکمل روزہ یعنی کھانے پینے سے کامل پرہیز کرنا روزہ کی سب سے کم خطرات رکھنے والی صورت ہے۔

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ روزہ کی چار قسمیں ہیں۔ اول کلی روزہ یعنی ہر قسم کی غذا سے احتراز یہ روزہ کی محفوظ ترین صورت ہے۔ دوم جزئی روزہ جس میں عمداً یا بلا ارادہ بعض غذائیں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ مگر بعض اوقات ایسا کھانا کھایا جاتا ہے جس میں غذائیت باقی نہ رہی ہو۔ ایسا روزہ جب تک غذاؤں کے خواص کا پورا پورا علم نہ ہو انسان کی صحت کے لئے مضر ہوتا ہے۔ سوم گنڈے دار روزے یعنی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد روزے رکھنے کبھی تو عمداً اور کبھی ضرورتاً ایسی فاقہ کشی کی نوبت آجاتی ہے لیے روزوں میں چونکہ کھانا پینا قطعاً رُک جاتا ہے۔ اس لئے یہ روزے بھی مفید ثابت ہوتے ہیں۔ چہارم مجبوری کے روزے۔ ایسے روزے اکثر قحط سالی کے دوران میں بعض اشخاص کو رکھنے پڑتے ہیں۔ اس میں کبھی تو مکمل فاقہ کشی ہوتی ہے۔ اور کبھی جزئی روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ اس لئے یہ روزے بہت خطرناک ہیں۔

ڈاکٹر مارکوئیس کی تحقیق مظہر ہے۔ کہ مکمل روزہ جو عمداً رکھا جائے۔ نہایت واضح اور لازمی طور پر اچھا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں ان نتائج کی تشریح شکلوں۔ نقشوں اور تجربوں کے اعداد و شمار سے کی ہے"۔

ڈاکٹر موصوف کی اس تحقیق میں دو باتیں نہایت دلچسپ ہیں۔ اول یہ کہ اس حد تک روزے رکھنے بہت مفید ہیں جس حد تک جسم میں غیر معمولی ضعف واقع نہ ہو۔ مگر جب غیر معمولی نقصان لاحق ہو۔ اور بہت زیادہ وزن کم ہونے لگے۔ تو روزے خطرناک ہوتے ہیں۔

دراصل اسلام نے اسی وجہ سے صرف ایک مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ تا طبیعت پر زیادہ بار نہ پڑے۔ اور قویٰ بالکل مضمحل نہ ہو جائیں۔ اور یہی وجہ ہے بچوں۔ حاملہ عورتوں۔ بیماروں اور مسافروں کو اسلام نے روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ اگر ایسے حالات میں روزہ رکھا جائے۔ تو غیر معمولی ضعف پہنچنے کا ڈر ہوتا ہے۔ پس اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے وہی طریق رکھا ہے۔ جو صحت کے لئے مفید اور سود مند ہے

پھر ڈاکٹر صاحب موصوف نے طبّی لحاظ سے سب سے بہترین روزہ اسے قرار دیا ہے۔ جو مکمل روزہ ہو۔ یعنی جس میں معین وقت تک قطعاً کچھ کھایا پیا نہیں جاتا۔ اسلام نے ایسے ہی روزہ کا حکم دیا ہے۔

پس اس تحقیق نے بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے اسلام نے جن مسائل کی تعلیم دی۔ وہ ہر پہلو سے اعلےٰ اور مفید ہیں۔ کہ آج مخالفین بھی ان کی خوبیوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پھر یہ تحقیق اسلام کی صداقت کا بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جس زمانہ میں ان احکامات کا نزول ہو رہا تھا۔ اُس زمانہ میں علوم کو اس قدر ترقی حاصل نہ تھی۔ جو آج نظر آتی ہے۔ سائنس معدوم تھی۔ اور محققین اس قسم کی تحقیقات نہیں کرتے تھے۔ اس وقت اور اس زمانہ میں ایسے احکامات کا نازل ہونا جو آج تحقیقات کی کسوٹی پر خالص ثابت ہو رہے ہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اسلام کو نازل کرنے والا وہ خدا ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ اور جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔

مراسلات

قادیان سے میری روانگی لنڈن کیلئے

اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی اپنے اندر عجیب کشش رکھتی ہے۔ میرے ولایت جانے کا فیصلہ اگرچہ مارچ ۱۹۳۱ء میں ہو چکا تھا۔ لیکن جوں جوں روانگی کا وقت قریب آتا گیا۔ دار الامان کی ہر چیز میری توجہ اپنی طرف کھینچنے لگی یہاں تک کہ جب ۲۵ جولائی کو روانہ ہونے کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا۔ تو مقدس دار الامان کا ہر انسان ہر مکان ہر نشان ایک عجیب دلربا منظر پیش کرتا ہوا نظر آتا تھا اور جب گویا اچانک ہی ۲۵ جولائی کا دن آگیا تو وہ میری زندگی میں مقدس دار الامان کی حقیقی قدر کرنے کا پہلا دن تھا۔ ابھی میں اپنے تیار کردہ پروگرام کے مطابق تمام کام اور ملاقاتیں نہ کر چکا تھا۔ کہ روانگی کا وقت سر پر آگیا اور میں نے خوشی اور غم دونوں قسم کے جذبات کے ساتھ قادیان ہاں مقدس دار الامان کو الوداع کہا۔

اس موقعہ پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک احمدی کے لئے قادیان دار الامان سے جدائی اس قدر مشکل اور شاق کیوں ہے؟ اس کا جواب میں بوجہ تازہ تجربہ حاصل کرنے کے نہایت آسانی سے دے سکتا ہوں۔ کہ قادیان نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد و مسکن اور مدفن ہے نہ صرف آپ کی ذریۃ طیبہ کا قرار گاہ ہے بلکہ ہر ایک اخلاص و روحانیت کا مجسمہ احمدی کی جائے رہائش ہے۔ میرے ولایت اور میرے مکرم دوست مولوی اللہ دتا صاحب کے دمشق جانے کی خبر سے جہاں ہر احمدی کو اس لئے خوشی ہوئی کہ یہ ایک خدمت دین کا موقعہ ہے وہاں اسے ہماری جدائی کی تکلیف بھی تھی۔ چنانچہ ہر طبقہ کے احباب نے اپنے اپنے رنگ میں جذبات کا اظہار کیا جنہیں ہم کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مختلف دوستوں نے ہمارے اعزاز میں دعوتیں کیں۔ بعض نے اپنے قیمتی وقت صرف کر کے ہمیں ہدایات سے مشرف فرمایا اگر بعض طلباء نے ٹی پارٹی دے کر اپنی محبت کا اظہار کیا تو دوسروں نے اور طریقوں سے اپنی ہمدردی کو ظاہر کیا غرضیکہ قادیان کے بڑوں اور چھوٹوں۔ کارکنوں اور تاجروں استادوں اور طالب علموں غرض ہر ایک نے ہم پر احسان کیا۔ اور اپنی مہربانیوں کا رہین منت بنا لیا۔

اگرچہ قادیان کے ہر محلہ نے ہم سے محبت کا اظہار کیا۔ لیکن محلہ دار الرحمت کے احباب جس میں اتفاقاً ہم دونوں سکونت پذیر تھے۔ خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ کیونکہ اہل محلہ نے ہماری روانگی پر ہم دونوں سے نہ صرف محلہ کی مسجد میں تقریریں کرائیں بلکہ ہمارے اعزاز میں مٹھائی تقسیم کی اور جب ۲۵ جولائی کو چار بجے کی گاڑی کا وقت قریب آیا۔ تو محلہ کے احباب مسجد کے پاس جمع ہوئے اور خاکسار کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور میری معیت میں ہی سٹیشن کو خوشی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے روانہ ہوگئے۔ ان امور میں بابو محمد ایوب صاحب کی کوشش کا نمایاں دخل تھا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

مقدس دار الامان کے مردوں کے علاوہ مستورات نے بھی اپنے ایک بھائی کے تبلیغ پر روانگی کے موقعہ پر اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔ بعض نے راستہ میں کھانے کے لئے مٹھائی ارسال کی تو بعض نے اور تحائف بھیج کر یہ تحریر فرمایا۔ کہ جس طرح آپ کے حقیقی بہن بھائیوں کو آپ کی جدائی کا احساس ہے اس سے ہمیں کسی صورت میں کم نہیں۔

پھر میرے جیسے نالائق کو قادیان کے سٹیشن سے روانہ کرنے کا بھی عجب نظارہ تھا۔ مقدس دار الامان کے انصار و مہاجر۔ طلباء و اساتذہ بزرگ و خورد سٹیشن پر جمع تھے۔ ہر اک نے مجھ سے مصافحہ کیا گلے لگایا۔ بڑوں نے بچوں کی طرح ہم عمروں نے بھائیوں کی طرح اور بچوں نے بزرگ بھائیوں کی طرح الوداع کہا۔ بڑے بڑے قابل قدر وجود جن کی میں خاک پا بھی نہیں۔ وہاں موجود تھے۔ آخر میں سیدی حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے مجمع کے ساتھ لمبی دعا فرمائی۔ اور جب گاڑی نے سٹیشن سے حرکت کی تو تمام مجمع نے اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ روانہ کیا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

جس شخص کے ساتھ مقدس دار الامان کے رہنے والے یہ سلوک کریں حالانکہ وہ کسی ایک انعام کا بھی مستحق نہ ہو اگر اس کو ایسے ہمدردوں کی جدائی شاق نہ ہو۔ تو کیا ہو۔ لیکن مجھے جہاں اپنے بھائیوں اور بزرگوں کی جدائی اور مقدس قادیان سے علیحدگی کا غم ہے وہاں اس امر سے خوشی بھی ہے کہ میں خدمت اسلام جیسے مبارک کام کے لئے جدا ہوتا ہوں۔

قادیان دار الامان کے برکات میں سے ہی ایک یہ برکت بھی ہے کہ جب میں قادیان سے روانہ ہو کر امرتسر پہنچا تو وہاں جماعت احمدیہ کے احباب نے میرا استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار ڈالے فوٹو لئے۔ اور رات ۹½ بجے گاڑی پر سوار کر کے الوداع کہا۔ جالندھر چھاؤنی کے احباب نے استقبال کیا اور اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ لدھیانہ کے سٹیشن پر باوجود رات کے بارہ بجے کے قریب گاڑی پہنچنے کے دوست موجود تھے۔ اسی طرح سٹیشن انبالہ چھاؤنی پر رات کے تین بجے کے قریب بعض دوستوں نے استقبال کیا۔ اور پھر دہلی سٹیشن پر صبح آٹھ بجے جماعت کے بہت سے دوست موجود تھے۔ انہوں نے ہر طرح خدمت کی دوسرے دن بمبئی پہنچا تو وہاں بھی سٹیشن پر قریباً سب احباب یہاں تک کہ میرے محترم بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی موجود تھے۔ جناب سیٹھ اسماعیل صاحب آدم کے صاحبزادگان بھی تھے۔ سب نے ہر طرح آرام کا سامان بہم پہنچایا چنانچہ اب اس وقت تمام ضروری سامان اور ٹکٹ خرید چکا ہوں۔ اور جناب سیٹھ صاحب کے مکان میں رات کے گیارہ اور بارہ کے درمیان یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ صبح نو بجے جہاز پر روانگی ہے احباب میرے سلامت پہنچنے اور وہاں کامیابی سے کام کرنے اور سلامت واپس قادیان آنے کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عطا فرمائے۔

خاکسار۔ محمد یار عازم انگلستان از بمبئی

معززین گوجرانوالہ اور پادری برکت اللہ صاحب

پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے نے جماعت احمدیہ کو ایک فیصلہ کن مناظرہ کرنے کیلئے چیلنج دیا تھا۔ جس کو ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان نے منظور کر لیا۔ مگر پادری صاحب کی طرف سے ناظر صاحب پر بے جا طور پر ایسی پابندیاں عاید کی جا رہی ہیں۔ جو کسی طرح بھی درست اور جائز نہیں قرار دی جا سکتیں۔ یہ بات ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ مناظرہ طرفین کیلئے مساوی شرط پر ہوتا ہے۔ کسی ایک فریق کو کسی خاص رعایت سے جو دوسرے فریق کو حاصل ہو۔ محروم نہیں کیا جا سکتا۔ پس پادری صاحب کا یہ مطالبہ کرنا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خود مناظرہ کریں۔ حق و انصاف پر مبنی نہیں جس طرح پادری صاحب اور عیسائی حضرات اپنا نمائندہ منتخب کرنے کے مجاز ہیں اسی طرح جماعت احمدیہ کو حق حاصل ہے۔ جسے چاہے۔ اپنا نمائندہ منتخب کر کے میدان مناظرہ میں کھڑا کرے۔ ہمارے خیال میں ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے مناظرہ کے لئے حق بجانب اور قابل قبول شرائط پیش کی ہیں۔

محمد بخش میر۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر گوجرانوالہ۔ محمد شفیع۔ بی اے ایل ایل۔ بی۔ وکیل گوجرانوالہ۔ اللہ دتا بٹ بقلم خود میونسپل کمشنر۔ ڈاکٹر میر فقیر اللہ شید ایل۔ ایم۔ ایس ایچ گوجرانوالہ۔ غضنفر علی بی اے

قرآن مجید سے مسلمانوں کی غفلت

عربی مدارس میں ترجمہ قرآن بھی پڑھایا نہیں جاتا

قرآن مجید ایک پاکیزہ اور مطہر کتاب ہے۔ اس سے تعلق انسان کو باخدا بلکہ خدا نما انسان بنا دیتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً ویضع بہ اٰخرین۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعہ بہت سی قوموں کو معزز بنائیگا۔ اور بعض کو ذلیل کر دیگا۔ یعنی جو قرآن پاک پر عمل پیرا ہونگی۔ وہ عزت پا جائینگی۔ کامیاب اور کامران ہونگی۔ گوہر مقصود کو حاصل کرلینگی۔ اور جو اس سے روگردانی اختیار کرینگی وہ ناکام اور رسوا ہو جائینگی۔ خدا کے پیغمبر کی یہ خبر ہر زمانہ میں حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ مسلمان جب تک قرآن پاک پر عمل کرتے تھے۔ حاکم۔ غالب اور راستباز تھے۔ جب اس پر عمل کو ترک کر دیا۔ تو سب خوبیوں سے محروم ہو کر بے عزت ہو گئے۔

نصوص قرآنیہ اور اخبار حدیثیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر ایک وقت ایسا آنے والا تھا۔ جبکہ وہ قرآن مجید سے ناواقف۔ غافل بلکہ بیزار ہونے والے تھے۔ اس پر عمل مفقود ہونے والا تھا۔ قرآن واحادیث کی وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ اور موجودہ زمانہ ایسا زمانہ آگیا جبکہ قرآن مجید کی بجائے مزخرفات نے لے لی۔ اور مسلمانوں نے قرآن مجید کو عملاً ایک بے کار کتاب قرار دے دیا۔ اس سے منہ موڑ کر روایات کے پیچھے پڑ گئے۔ مسلمانوں کا یہ انحراف بے اعتنائی اور بے توجہی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ اپنے و بیگانے اس کا کھُلم کھُلا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ دو اقتباس درج ذیل ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے۔

"ایسے افعال شنیعہ اور اطوار قبیحہ مسلمانوں میں بھی عام طور پر مروج ہو گئے ہیں۔ کتاب اللہ قرآن کریم کو چھوڑ کر نبذوا کتاب اللہ وراء ظھورھم کے مصداق بن رہے ہیں۔ جھوٹی روایات اور قصص واھیات کے بیان کا موقع اب ہمارے ممبر ہیں۔ قرآن کریم جو عین وعظ تھا۔ اور وعظ کے لئے ہی اُترا تھا۔ اور اسے ہی حضور اقدس فداہ روحی ہمیشہ اپنے خطبوں میں پڑھ کر لوگوں کو وعظ نصیحت کرتے تھے۔ اسی کی یہ حالت ہے۔ کہ خطبوں میں بھی اس کو جگہ نہیں ملتی۔ وہ جگہ بھی مروج خطب مصنفہ نے کہ جن میں بعض نظم اور بعض نثر ہیں۔ اپنے لئے مخصوص کرلی ہے۔ ہاں تبرکاً اگر کوئی آیت منہ سے نکل جائے تو اور بات ہے۔ واحسرتا! اس روز ہم کیا جواب دینگے۔ جب ہم پر اس مضمون کی نالش ہو جائیگی وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجوراً" (تفسیر ثنائی جلد اول ص۸۲ حاشیہ)

اس اقتباس سے عملی حالت کا اظہار ہوتا ہے۔ قرآن مجید پر عمل کرنا بے شک بڑی بات ہے۔ اور ہر کامیابی کی کلید یہی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں سے جہاں قرآن پاک پر عمل کرنا اُٹھ گیا۔ وہاں اس کا پڑھنا بھی جاتا رہا۔ اور قرآن مجید صرف ان کی الماریوں کی ایک زینت بن کر رہ گیا۔ چنانچہ عربی مدارس جو خاص طور پر عربی اور قرآن مجید کی تعلیم کے لئے جاری ہوئے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ قرآن مجید ان کے نصاب میں ہی شامل نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے متعلق سچ فرمایا تھا۔

"جو لوگ پرانے فیشن کے مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو حامیٔ دین متین سمجھتے ہیں۔ ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے۔ کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور ضالین کے تلفظ پر مرمٹے ہیں۔ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں۔ اور ہو کیونکر جبکہ وہ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے" (الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء) ممکن ہے۔ مخالفین اس اظہار حقیقت پر چیں بجبیں ہوئے ہوں۔ لیکن یہ واقعہ ہے۔ اور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ چنانچہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۱ء کو جمعیتہ العلماء صوبہ متحدہ کے اجلاس میں مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند نے خطبۂ صدارت کے دوران میں کہا۔

"محترم علماء کرام! میں ایک عرصہ سے اس امر کی کوشش کر رہا ہوں۔ کہ عربی مدارس میں نہ صرف درس نظامی میں تبدیلی کی جائے۔ بلکہ طریقۂ تعلیم کا بھی بدل دیا جائے۔ طریقۂ تعلیم بالکل نئے اصولوں پر جاری کیا جائے۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اس وقت تک کوئی کامیابی کی شکل نظر نہیں آتی۔ اگر درس نظامی پر اصرار ہو۔ تو اس کو بحالہٖ قائم رکھئے۔ لیکن کم از کم عربی مدارس میں جغرافیہ۔ حساب۔ تاریخ اسلامی اور ترجمۃ القرآن ضرور داخل کر لیجئے۔ ان مضامین کو لازمی طور پر رکھئے۔ اگر کوئی طالب علم ان مضامین میں سے کسی ایک میں بھی فیل ہو۔ تو اس کو سند نہ دیجئے۔ میرا یہ منشاء نہیں ہے۔ کہ آپ آج ہی سے تمام مدارس میں ان چیزوں کو داخل کر لیجئے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ ایک یا دو مدرسوں کو مخصوص کر لیجئے" (اجماز مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء)

معزز ناظرین! جمعیتہ العلماء کے ناظم صاحب نے جن مضامین کو آئندہ عربی مدارس میں جاری کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ وہ چار ہیں۔ اور چوتھے نمبر پر "ترجمۃ القرآن" ہے۔ اور پھر ان کے بھی فی الفور اور تمام مدارس میں جاری کرنے کا مشورہ نہیں۔ بلکہ کہا ہے کسی ایک جگہ تجربہ کر لیا جائے افسوس صد افسوس۔ عربی مدارس اور قرآن مجید کا ترجمہ تک داخل نصاب نہ ہو۔ کیا قرآن پاک سے زیادہ بے توجہگی کا ابھی مزید ثبوت درکار ہے؟

بھائیو! قرآن پاک ثریا پر جا چکا تھا۔ علماء کہلانے والے اس سے مُنہ پھیر چکے تھے۔ عملاً سب مسلمان اس سے منحرف تھے۔ درحقیقت بات یہ تھی۔ کہ وہ اس لعل تاباں سے بے خبر اور اس قیمتی ہیرے سے ناآشنا تھے۔ وہ اس کے حقائق و معارف سے ناواقف تھے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون کے مطابق ایک فارسی الاصل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو قرآن پاک کی حفاظت کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے ایک طرف قرآن مجید میں سے ناسخ و منسوخ کی لایعنی بحثوں کو دور فرمایا اس کو ایک باترتیب کتاب اور نہ ختم ہونے والا چشمہ ثابت کیا۔ اور دوسری طرف اپنے متبعین کو ہدایت فرمائی۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن"

ہاں آپ نے یہی فرمایا ہے

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

مبارک ہیں وہ جو اس آواز پر لبیک کہیں۔ اور قرآن پاک سے حقیقی محبت پیدا کریں۔ (خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری)

امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

چودھری محمد فضل خان صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی چونکہ مستقل طور پر راولپنڈی میں نہیں رہتے۔ اسلئے مقامی جماعت کے مشورہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قاضی محمد رشید صاحب کو قائم مقام امیر مقرر فرمایا ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

میرے بچے عزیز مشتاق احمد سلمہ اللہ کی بی۔اے کے امتحان میں کامیابی پر رعایتی اعلان

یہ رعایت کامل ایک ماہ ۳۱ اگست تک رہیگی

محصول ڈاک بذمہ خریدار

محصول ڈاک بذمہ خریدار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے بہا خزانہ

صرف بیس سٹ

تبلیغ رسالت :- یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مجموعہ میں حضرت اقدس کے وہ نایاب۔ لاجواب اشتہارات بڑی محنت سے تلاش کر کے ۱۸۹۵ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کے کل اشتہارات کتابی صورت میں جمع کر دیئے ہیں۔ جو چار جلدوں میں ہیں۔ یہ وہ اشتہارات ہیں۔ جن کو زمانہ دیکھنے کے لئے بے قرار تھا۔ اور اگر ان کو کتابی صورت میں جمع نہ کر دیا جاتا۔ تو یہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ضائع ہو جاتا۔ چاروں جلدوں کی مجموعی قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ جو صرف دو روپیہ چار آنہ علاوہ محصولڈاک میں ملیں گی۔ کوئی تعلیم یافتہ احمدی اس مجموعہ سے محروم نہ رہے۔ صرف ۲۰ سٹ اسکے رعایتی قیمت پر دیئے جائینگے۔

غیر احمدیوں کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

عشرہ سوالات کے جوابات ۸/ مباحثہ مونگھیر ہر دو حصہ ۸/ بحر حقیقت ۴/ النبوۃ فی الاحادیث ۶/ التنقید بجواب رسالہ قبر مسیح ۳/ احمدی نمبر اول مماثلت یہود ۲/ مکمل سٹ کی مجموعی قیمت دو روپیہ رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

مولوی ثناءاللہ کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

علماء خلف عصر ۲/ فیصلہ خدائی ۷/ فیصلہ الہی ۵/ ثنائی فرار ۷/ مرقع ثنائی ۴/ ثنائی ہرزہ درائی ۵/ ثنائی ہفوات ۴/ مکمل سٹ کی مجموعی قیمت تین روپیہ رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک

آریوں کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

کیفیت وید ۵/ چشمہ ہدایت ۵/ مشین گن ۴/ پیدائش عالم ۳/ صاعقہ ذوالجلال ۳/ رسالہ گوشت خوری ۲/ ایک مسلمان کا پیغام ۲/ الحق دہلی ۱/ دھرمپال کا جھٹا ۱/ گائے کی عظمت ۱/ تنبیہ زباندراز ۱/ کلام الامام ۱/ آریہ سماج کی عکسی تصویر ۱/ مکمل سٹ کی مجموعی قیمت عہ ۱۳/ رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

اہل پیغام کے رد میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

خلافت محمود و مصلح موعود ۸/ النبوۃ فی الالہام ۶/ ازہاق الباطل ۲/ مکمل سٹ کی مجموعی قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

اس خوشی میں فاروق کے جدید خریدار کو انعام

جو دوست اس خوشی میں فاروق کی خریداری منظور فرما دینگے۔ ان کو ایک سال کی خریداری پر دو روپیہ کی اور چھ ماہ کی خریداری پر ایک روپیہ کی مندرجہ ذیل کتابیں مفت بطور انعام دیجائینگی بشرطیکہ چندہ پیشگی ادا کریں۔ سالانہ خریداری کرنیوالوں کو تبلیغ رسالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات ابتداء ۱۸۹۰ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کا مجموعہ قیمتی ایک روپیہ آٹھ آنہ اور تنقید صحیح فرقہ بابیہ کے رد میں قیمتی ۸/ یہ دونوں کتابیں چار روپیہ بابت چندہ سالانہ فاروق ۱۹۳۱ء اور چھ آنہ محصولڈاک کتابوں کا جملہ چار روپیہ چھ آنہ کے دی پی بھیجی جائیں گی۔ اس میں کتابوں کی کوئی قیمت نہیں لی جائیگی۔ اور چھ ماہ کی خریداری پر النبوۃ فی الالہام قیمتی چھ آنہ اور ہدایات زرین فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ قیمتی دس آنہ جملہ ایک روپیہ کی دو کتابیں دو روپیہ پانچ آنہ میں بابت چندہ چھ ماہ و محصول ڈاک کتب انعامی کا وی پی ارسال ہوگا۔ اس میں کتابوں کی قیمت نہیں لی جائے گی۔ صرف چھ ماہ کا چندہ فاروق اور انعامی کتابوں کا محصولڈاک ۵/ وصول کیا جائے گا۔ لہذا احباب اس ایسے موقعہ سے پورا فائدہ حاصل کریں۔ اور اپنی لائبریریوں کو ان کتابوں سے مکمل فرمائیں۔

فاروق کی خریداری پر ایک اور رعایت

جو دوست فاروق کے واسطے چار خریدار نئے سالانہ چندہ ادا کرنے والے اس ماہ میں عطا فرما دینگے۔ ان کو سال بھر تک فاروق مفت بلا کسی چندہ کے ملتا رہے گا۔ اور ان چاروں خریداروں کو خریداری سالانہ پر دو دو روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز مندرجہ صدر بطور انعام الگ دی جائیں گی۔ اس لئے دوست کوشش فرما کر چار چار نئے خریدار جو چار روپیہ سالانہ چندہ ادا کریں۔ عطا فرما کر اس مزید رعایت سے مستفید ہوں۔ اور اگر چھ ماہ کی خریداری والے چار خریدار دینگے۔ تو اس پر بھی خریدار دینے والے صاحب کو چھ ماہ تک فاروق مفت بھیجا جائیگا۔ اور نئے خریداروں کو ایک روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز بالا بطور انعام بھی دیجائینگی۔ محصولڈاک کتابوں کا بذمہ خریداران ہوگا۔

نوٹ نمبر ۱۔ ہر ایک سٹ صرف بیس کی تعداد تک رعایتی قیمت پر دیا جائیگا۔ اس سے زاید درخواستیں منظور نہ ہونگی۔

نوٹ نمبر ۲۔ ہر ایک سٹ مکمل منگانا ہوگا۔ الگ الگ اگر کوئی کتاب منگائیں گے۔ تو پوری قیمت پر ملیگی۔

نوٹ نمبر ۳۔ جو خریداران تمام مندرجہ بالا سٹ کی کتابوں میں کچھ تغیر و تبدل کرنا چاہیں۔ تو وہ انہی سٹوں کی کتابوں سے تبدیلی کرکے اپنے لئے کوئی مکمل سٹ منگا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ایک روپیہ سے کم قیمت کی کتابیں علاوہ محصولڈاک نہ ہوں۔

دس فاروق نصف قیمت میں

خدا کے فضل و کرم سے میرا بچہ مشتاق احمد سلمہ اللہ بی۔اے کے ساتھ آنرز کے امتحان فزکس میں بھی پاس ہو گیا ہے۔ اس کی خوشی میں دس پرچے فاروق کے بھی ایک سال کے واسطے نصف قیمت میں جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو دوست پوری قیمت ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر فاروق کو پڑھنے کے شائق ہوں۔ وہ جلدی [illegible] مبلغ دو روپیہ نصف چندہ ایک سال کے واسطے بذریعہ منی آرڈر ارسال [illegible] فاروق اپنے نام جاری کرالیں۔ یا وی پی کی اجازت دیں۔ انکے نام [illegible] محصول وی پی ہوگا۔ اور جو دوست استطاعت رکھتے ہوں [illegible] نصف قیمت اسی حساب سے ارسال فرما کر کسی غیر احمدی یا کم استطاعت احمدی کے نام فاروق ایک سال کے واسطے جاری کرا دیں۔ اور [illegible] و تبلیغ کا ثواب گھر بیٹھے حاصل کریں۔ یہ رعایتی فاروق اس [illegible] جاری کیا جائیگا۔ تاکہ فائل مکمل رہے۔ اور سلسلہ مضمون جو مختلف [illegible] میں نکلتا رہا ہے۔ وہ مسلسل آپکے پاس پہنچ جائے۔ اس وقت صرف ۱۶ [illegible] اس جلد کے نکلے ہیں:۔ (ایڈیٹر فاروق)

المشتہر

میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان پنجاب ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

۔۔۔ ۳۰ جولائی کو اورگام کی کان میں سخت دھماکا ہوا جس سے سات مزدور دب کر فوت ہو گئے۔ کچھ عرصہ پیشتر بھی اس کان میں خوفناک حادثہ ہوا تھا۔

۔۔۔ بمبئی میں جس مکان سے مسٹر ایم۔ این رائے کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ۳۰ جولائی کو اسی مکان سے پولیس نے ایک سوئس خاتون کو گرفتار کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ گرفتاری بیرونی ممالک سے مشتبہ تعلقات کی بناء پر ہوئی ہے۔ خاتون موصوف کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔

۔۔۔ ایک انٹرویو میں مسٹر جناح نے بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا انحصار ہندو مسلم سمجھوتہ پر ہے۔ اگر اس مرتبہ بھی ہندو مسلم تصفیہ کے بغیر ہم گول میز کانفرنس میں گئے۔ تو وہ بالکل ناکام رہے گی۔

۔۔۔ ۳۰ جولائی کو لندن میں پرنس آف ویلز موٹر میں جا رہے تھے۔ کہ ایک دوسری موٹر سے جس میں دو عورتیں سوار تھیں۔ آپ کی موٹر کا تصادم ہو گیا۔ مگر کوئی نقصان جان نہ ہوا۔

۔۔۔ دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا۔ غیر ممالک میں خیال پھیلا ہوا ہے کہ برطانیہ کے بجٹ کی پوزیشن دیوالیہ پن تک پہونچ گئی ہے۔ لیکن اس خیال میں شمہ بھر بھی صداقت نہیں۔ اس بات کے لئے ہر قسم کی کارروائی کی جائیگی کہ برطانوی ساکھ کو کسی قسم کا ضعف نہ پہونچے۔

۔۔۔ ۳۱ جولائی کو دارالعوام میں حکومت کی ہندوستانی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی گئی۔ اور کنزرویٹو ممبروں نے تحریک التوا پیش کی۔ اور مباحثے کے دوران میں حکومت کے [illegible] عوام قرار دیا۔ ایک ممبر نے کہا۔ ہندوستان [illegible] رعب خاک میں مل گیا ہے۔ جو لوگ قانون کو [illegible] ڈالتے ہیں۔ ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جاتا۔ ایک دوسرے ممبر نے کہا۔ ہندوستان میں قتل و غارت کی ذمہ داری گاندھی پر ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ مسٹر گاندھی [illegible] بلائے اس پر ترغیب قتل کا مقدمہ چلائے۔ ایک اور نے [illegible] مصالحت کی کوشش میں برطانیہ نے امن و قانون [illegible] برداشت کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ ایک ممبر نے اس بناء پر گول میز کانفرنس کی ناکامی کا دعویٰ کیا۔ کہ حکومت اپنے فیصلوں کی تکمیل سے قاصر رہیگی۔ کرنل فرانس نے کہا اس میں شک نہیں۔ کہ تمام پارٹی بلکہ ملک بھر کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں۔ ایک لیبر ممبر نے ان تقریروں کی مخالفت کی اور کہا ان سے گول میز کانفرنس کی کامیابی مشتبہ ہو جائے گی۔ وزیر ہند نے کہا۔ گاندھی ارون سمجھوتہ میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جس کا قانون کے عام نفاذ پر اثر پڑے۔ بنگال آرڈیننس سے ظاہر ہے۔ کہ میں حکومت کو ضروری اختیارات دینے کو تیار ہوں۔

۔۔۔ وائسرائے ہند نے یکم اگست سے آرڈیننس نمبر ۵ یعنی برما کے لئے ہنگامی اختیارات کا قانون جاری کر دیا ہے۔ اس کے رو سے افسران مجاز بغیر وارنٹ کے مشتبہ اشخاص کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ انہیں خارج البلد کر سکتے ہیں۔ ان کی جائداد ضبط کر سکتے ہیں۔ اور جس مکان کو چاہیں۔ فوجی اغراض کے لئے اپنے قبضہ میں کر سکتے ہیں۔ سڑکوں اور دریاؤں میں آمد و رفت روک سکتے ہیں۔ اس کے رو سے مطابع پر بھی وہی قیود عائد ہوں گی۔ جو پریس آرڈیننس کے ماتحت عائد ہوتی ہیں۔

۔۔۔ سری نگر سے ۳۰ جولائی کی خبر ہے کہ ۱۷ دن کی ہڑتال کے بعد مسلمانوں کی دوکانیں کھل گئی ہیں۔ مسلمان لیڈر رہا کر دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ کن شرائط پر۔ دوکانیں کھولنے پر معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں اور فوج کی تاخت و تاراج سے مسلمانوں کا ۵-۶ لاکھ کے قریب نقصان ہوا ہے۔ ہڑتال کی وجہ سے دس لاکھ کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے بد امنی کے دنوں میں عام ہندو پولیس اور فوج کی وردیاں پہن کر غریب مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتے اور تمام مال اسباب ضبطی کے بہانہ سے اٹھا کر لے جاتے۔

۔۔۔ کشمیر میں سر ہری کشن کول کی وزارت کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مسلم لیڈروں کو سیاسی قیدیوں کے زمرہ سے نکال کر اخلاقی قیدیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

۔۔۔ معلوم ہوا ہے۔ نواب خسرو جنگ نے جو کشمیر کے جدید کابینۂ وزارت کے ایک رکن ہیں۔ موجودہ حکومت کے استبداد کو ناقابل برداشت پا کر استعفیٰ دے دیا ہے۔ جو ابھی تک منظور نہیں ہوا۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ موجودہ حالات میں مستعفی نہ ہوں۔ تاکہ ریاستی جبر و تشدد کا مزید انکشاف نہ ہو۔ لیکن جب کہ انہیں شاہی ڈیوڑھی تک آنے کی بھی اجازت نہیں۔ تو اس سلوک کو وہ کب تک برداشت کر سکیں گے۔

۔۔۔ مقدمہ سازش لاہور کے مفرور رام کشن کی سرحد میں گرفتاری کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ فرار کے بعد یہ شخص افغانستان کے مشرقی علاقہ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے رہا۔ اور آخر کار ہندوستان میں واپس آتے ہوئے۔ شب قدر کے قریب خفیہ پولیس سے اس کا سامنا ہو گیا۔ اور تلاشی لینے پر اس کے قبضہ سے بعض قابل اعتراض کاغذات برآمد ہوئے۔

۔۔۔ ۲ اپریل ۱۹۳۱ء کو کانگرس کی مجلس عاملہ نے موجودہ قومی جھنڈے پر اعتراضات کی تحقیقات کر کے رپورٹ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس نے بالاتفاق فیصلہ کیا ہے کہ قومی جھنڈے کا صرف ایک رنگ ہو۔ یعنی کیسری اور اس پر نیلگوں رنگ میں چرخہ کا نشان بنایا جائے۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ کیسری سکھوں کا رنگ ہے۔ گویا مسلمانوں کا رنگ قومی جھنڈے سے بالکل اڑا دیا گیا۔ یہ کانگرسی مسلمانوں کی قدر دانی کا تازہ ثبوت ہے۔

سری نگر میں ایک غریب الوطن کو غیر منصفانہ سزا

جس غریب الوطن مسلمان مولوی عبدالقدیر صاحب کو مسجد میں تقریر کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ اور جس کا مقدمہ سننے کے لئے جمع ہونے والے ہزارہا مسلمانوں پر ۱۳ جولائی کو گولیاں برسائی گئیں تھیں۔ اسے سشن جج سری نگر نے ۵ سال قید بامشقت کی سزا دیدی ہے۔ اس نہایت ہی غیر منصفانہ سزا پر سارے کشمیر میں سخت رنج اور غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

۔۔۔ افریقہ کے قدیم باشندوں نے کانگو کے علاقہ میں بلجیم کے ڈسٹرکٹ کمشنر کو بیدردی سے قتل کر دیا۔ اور پھر بھون کر کھا گئے۔ بلجیمی افواج فوراً انتقام کے لئے پہنچ گئیں۔ اور دیسی باشندے مغلوب ہو گئے۔

۔۔۔ ۳۰ جولائی کو پٹنہ میں تھانہ کے قریب ایک مکان میں بم پھٹ گیا۔ اور مکین زخمی ہو گیا۔ اس کی حالت نازک ہے۔ اس لئے ابھی تک کوئی بات اس کے متعلق معلوم نہیں ہو سکی۔

۔۔۔ نظام گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ڈاکٹر راس مسعود وائس چانسلر علیگڈھ یونیورسٹی حیدرآباد کے پولیٹکل منسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ آپ آئندہ جنوری میں اپنے موجودہ عہدہ سے سبکدوش ہو سکنے کے بعد جدید منصب کا جائزہ لیں گے

[illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] قادیان [illegible] مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔